کی ضرورت نہیں۔

عتیق الرحمٰن ایڈووکیٹ نے ایک دوسرے انداز سے، موجودہ عسکری حکومت اور اس کے احتساب کے وعدوں کا جائزہ لینے کی کوشش کی ہے۔ اُنھوں نے دلائل فراہم کیے ہیں کہ عدلیہ نے ملک، قوم اور آنے والی نسلوں کے مفاد کو نظریۂ ضرورت پر قربان کر دیا۔ بے نظیر بھٹو اور میاں محمد نواز شریف نے اپنے اپنے دورِ اقتدار میں (دو دو بار) عدلیہ کو جس طرح استعمال کیا۔ اس کا جائزہ بھی لیا گیا ہے۔

موجودہ حکومت احتساب پر مکمل طور پر عمل درآمد کیوں نہ کر سکی؟ کروڑوں روپے لوٹنے والوں کو کیفرِ کردار تک کیوں نہ پہنچا سکی اور عدلیہ کی مجموعی کارکردگی کیوں نہ بہتر بن سکی؟ یہ تمام مباحث کتاب کے پچیس ابواب میں سمیٹ دیے گئے ہیں بقول مصنف: ''یہ کتاب مشرف دورِ حکومت کے عدالتی فیصلوں کی تاریخ ہے'' (ص ۵)۔

پاکستان، قانون اور حالاتِ حاضرہ سے دل چسپی رکھنے والوں کے لیے یہ ایک مفید کتاب ہے۔ (محمد ایوب منیر)

ادراکِ زوالِ اُمت، جلد اول، راشد شاز۔ ناشر: ملی پبلی کیشنز، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵۔ صفحات: ۵۳۳۔ قیمت: ۳۰۰ بھارتی روپے۔

خوش کن پیش کاری کے ساتھ اس کتاب میں وحی، تعبیر، فقہ، تصوف اور خود اہلِ فقہ و تصوف کے مابین پیدا کردہ مناقشوں کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔ تاہم اس مجموعے کو ایک ایسی سوچ کی صدائے بازگشت قرار دینا غلط نہ ہوگا جو فی الحقیقت مرعوبیت اور تجدد پسندی ہی کا تسلسل ہے۔ مصنف کی فکرمندی سے انکار نہیں، اور محنت کو بھی نظرانداز نہیں کیا جا سکتا، مگر صحت پانے کی خواہش میں اگر کوئی خودکشی کے راستے پر چل نکلے تو اسے 'روشن خیالی' اور 'خردمندی' کے برعکس کسی لفظ ہی سے منسوب کیا جائے گا۔

مصنف نے لکھا ہے: ''اسلام کی ابتدائی صدیوں میں کس طرح رفتہ رفتہ وحی کے بجائے متعلقاتِ وحی کو اس قدر اہمیت ملتی گئی کہ مُسلم حنیف ہونا بڑی حد تک ایک تہذیبی شناخت بن کر